کراچی

فتنۂ خلیج ـــــ یہود کا کید عظیم

خلیج کی جنگ اس وقت دنیا کا سب سے اہم موضوع ہے۔ اہلِ فکر و دانش نے اپنی دانست میں دیانتداری کے ساتھ صدام حسین کے حق اور مخالفت میں اپنے اپنے نقطۂ ہائے نظر کا اظہار کیا ہے۔ تاہم دونوں مکاتب فکر مسلمانوں کی اجتماعی بربادی پر ملول ہیں۔ ذیل میں شائع ہونے والے مضامین دونوں مکاتب فکر کی ترجمانی کرتے ہیں ـــــ قارئین اس سے اتفاق بھی کر سکتے ہیں اور اختلاف بھی۔

(ادارہ)

عراق و کویت میں جس طرح خون مسلم ارزاں ہو رہا ہے وہ ہر مسلمان کے لئے بے حد افسوسناک اور سخت رنج دہ ہے۔ فطری طور پر امریکہ کے خلاف غیض و غضب کے جذبات بھڑک اٹھے ہیں یہ جذبہ اخوت اسلامی کا تقاضا اور فطرت مسلم ہے اس پاک جذبہ کی بناء پر صدر صدام حسین اور عراق کے لئے ہمدردی اور ان کی حمایت کا جذبہ بھی شدت کے ساتھ ابھرتا ہے اور ابھرنا چاہئے۔ لیکن اس صدمے اور غصے سے اس قدر مغلوب ہونا بھی قرین دانش مندی نہیں کہ ہم یہود اور سبائیوں کے اس کید عظیم پر بھی نظر نہ کریں جو ان لوگوں نے امت مسلمہ کی تباہی کے لئے تیار کیا ہے۔ حوادث و واقعات پر عقل و دانش سے نظر کرنا چاہئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو ہم کسی دشمن ملت کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں خدانخواستہ ملت اسلامیہ کو خود ہی کوئی نقصان پہنچا دیں۔

ارباب بصیرت پر یہ حقیقت اب بالکل واضح ہو چکی ہے کہ یہ فتنہ امریکہ روس اسرائیل اور ایران سب کی سازش سے برپا ہوا ہے جس کا اصل مقصد مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو تباہ کرنا ہے اس وقت امریکی طیارے اور بم مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں اور ان کے املاک کو تباہ کر رہے ہیں اس مصیبت کا سبب خود صدام حسین بنے۔ دوسری طرف خود عراق کی طرف سے سعودی عرب کے مسلمانوں کو میزائیل پھینک پھینک کر تباہ کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کا خون ہر حال میں بہت قیمتی ہے خواہ عراق میں بہایا جائے یا نجد و حجاز میں یا کویت میں۔ ہمارے لئے ان حوادث میں سے ہر حادثہ یکساں رنج دہ ہے۔

ہمیں عراق، کویت اور سعودی عرب کے درمیان مصالحت کی کوشش کرنی چاہئے اور امریکہ کی مذمت اور اس سے سرزمین عرب خالی کر دینے کے مطالبہ کے ساتھ صدام حسین سے بھی یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ کویت پر ظلم سے باز آئیں۔ وہاں سے فوجیں ہٹالیں اور سعودی عرب پر حملہ کرنا بند کریں۔ پھر مصالحت کی گفتگو کریں اور گفت و شنید سے مسئلہ حل کریں عراق اور ایران میں آٹھ سال جنگ ہوتی رہی اس کے باوجود صدام حسین اس سے صلح کر سکتے ہیں تو کویت سے کیوں صلح نہیں ہو سکتی۔ انہیں چاہئے کہ ملت کی خیر خواہی کے لئے وہ جنگ و جدل اور جارحیت سے باز آئیں اور کویت سے مصالحت پر آمادہ ہو جائیں۔ وہ اسرائیل سے جنگ کی باتیں کرتے ہیں لیکن ان کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل کی مخالفت اور اس سے جنگ کے ارادے کا اظہار محض پروپیگنڈا ہے۔ صداقت سے اسے کوئی لگاؤ نہیں ہے کویت سے تو تیل کی

قیمت کا اختلاف تھا مگر سعودی عرب سے تو ان کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ ایران سے جنگ کے دوران کم از کم اسی فیصد اخراجات جنگ کا بار سعودی حکومت اٹھاتی رہی اس کے بار احسان سے عراق سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کے خلاف فوج کشی کے کیا معنی ہیں۔ اس نے تو کویت کے ساتھ اختلافات دور کرنے کے مقصد سے گفت و شنید کی دعوت دی تھی اور امن و صلح کی بات کی تھی۔ وہ فریق نہیں تھا پھر اس پر حملہ کرنے کے لئے اس کی سرحد پر لاکھوں فوج لگا دینے کے لئے وجہ جواز کیا ہے؟ یہی نہیں بلکہ انہوں نے ملک حسین (اردن) کو بھی سعودی عرب پر حملہ کرنے کیلئے ابھارا ترکی کا تو کوئی تعلق اس معاملے سے نہیں تھا لیکن عراق نے لاکھوں فوج ترکی کی سرحد پر جمع کر دی جو اس کی علامت ہے کہ وہ ترکی پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے وجہ جواز کیا ہے؟ ترکی کے ساتھ روس کی عداوت بہت پرانی ہے صدر صدام کا یہ اقدام تو یہ بتاتا ہے کہ روس ترکی پر عراق کی آڑ میں حملہ کرنا چاہتا ہے اور گرم پانی میں پہنچنے کے لئے درہ دانیال سے راستہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ صدر صدام حسین اس کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں ان کے متعلق یہ معلوم ہے کہ وہ روسی گروپ کے آدمی ہیں۔ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا شام کے حافظ الاسد کی طرح وہ بھی بعث پارٹی کے رکن عظیم ہیں۔ ہر پڑھا لکھا آدمی جانتا ہے کہ بعث پارٹی کمیونسٹ نظریات رکھتی ہے عملاً وہ سوشلزم کی راہ پر چلتی ہے اور وہ روس کی بین الاقوامی کمیونسٹ پارٹی کا ایک جزو ہے۔ ان حالات پر نظر کر کے یہ سمجھنا بالکل بجا اور درست ہے کہ وہ روس کے فائدے کے لئے ترکی پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ اگر انہوں نے ترکی پر حملہ کر دیا تو یہ اپنے کسی فائدے کے لئے نہ ہو گا بلکہ روس کے فائدے کے لئے ہو گا وہ پاکستان کی ہمیشہ مخالفت کرتے رہے ہیں۔ اس موقع پر بھی اس کی تخریب کے درپے ہیں۔ "ڈان" کراچی مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء کے پہلے صفحہ پر یہ خبر شائع ہوئی کہ "حکومت پاکستان نے عراقی سفارتخانے کے پریس کونسلر کو ناپسندیدہ شخص قرار دیکر ملک بدر کر دیا یہ شخص مختلف گروہوں کو حکومت پاکستان کے خلاف ہنگامے کرنے اور اس میں تخریب کاری کے مقصد سے اسلحہ خریدنے کے لئے روپیہ تقسیم کرتا تھا"۔ خیال تو فرمائیے کہ پاکستان نے عراق کا کیا بگاڑا ہے جو صدر عراق اس میں فساد پھیلانے اور دہشت گردی کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

عراق ایک چھوٹا سا ملک ہے اس کا رقبہ زیادہ سے زیادہ سندھ کے برابر ہو گا اور آبادی کسی طرح بھی ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ نہیں ہے پھر اس کے پاس یکایک اتنی فوج کہاں سے آ گئی جو اس نے کئی کئی لاکھ کی تعداد میں تین چار محاذوں پر لگا دی ہے اور ابھی کئی لاکھ فوج ریزرو ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سترہ لاکھ فوج اس کے پاس ہے یہ فوج کہاں سے آئی؟ یقیناً یہ روسی فوج ہے جو رضاکاروں کے نام سے براہ ایران اس کے پاس پہنچی۔ جیسے کابل پہنچی تھی۔ ملحوظ رہے کہ ان کی فوج کا ایک بڑا حصہ ایران کے ساتھ ہشت سالہ جنگ میں تباہ ہو چکا ہے نیز یہ کہ وہ ایران کے خلاف کسی محاذ پر بھی کسی وقت ایک لاکھ فوج بھی نہیں لا سکے۔ کویت کا قبضہ شروع ہونے کے بعد گورباچوف نے بیان دیا تھا کہ عراق میں ہمارے آٹھ سو آدمی موجود ہیں جن میں فوجی مشیر بھی ہیں اور ٹیکنیشن بھی۔ اسی زمانہ میں برازیل کی حکومت نے بطور احتجاج بیان جاری کیا تھا کہ برازیل کے کئی ٹیکنیشن عراق میں میزائل تیار کر رہے ہیں انہیں صدر صدام حسین نے جبراً روک لیا ہے انہیں واپس نہیں آنے دیتے۔ یہ واضح رہے کہ برازیل پر یہود چھائے ہوئے ہیں اور اسلحہ کی صنعت اور اس کا جدید کاروبار سب یہود کے ہاتھ میں ہے۔ ۲۲ جنوری ۱۹۹۱ء کے روزنامہ ڈان کراچی کی خبر ہے کہ ایتھوپیا (حبشہ) سے حبشیوں کی فوج عراق کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اس پر امریکہ نے ایتھوپیا کی امداد بند کر دی۔ ایتھوپیا میں کمیونسٹوں کی حکومت ہے اور یہ فوجی جو عراق بھیجے گئے مذہباً مسیحی ہیں۔ صدر صدام حسین کے وزیر خارجہ طارق عزیز مسیحی ہیں۔ یہ ایک مشہور بات ہے لیکن صحیح تر اطلاع یہ ہے کہ وہ جارجیا کے رہنے والے یہودی ہیں۔ مصلحتاً اپنے کو مسیحی ظاہر کرتے ہیں وہ مسیحی ہوں

یا یہودی - یہود کے ایجنٹ ضرور ہیں اور عراق یا اس کے مخالفین کسی مسلم ملک کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے - غالباً صدر صدام حسین کو یہود کے فریب میں بھی انہوں نے ہی مبتلا کیا ہے - تاہم وہ تنہا یہ کام نہیں کر سکتے تھے اگر روس عراق کی مدد پر کمربستہ نہ ہوتا - اس فتنہ میں سب سے بڑا حصہ اسی کا ہے دریائے دانیال کی طرف بڑھنے کی خواہش کے علاوہ دو باتیں اور بھی ہیں جو اس کے لئے فتنہ پردازی اور فساد انگیزی کی محرک ہوئیں -

پہلی چیز تو یہ ہے کہ سعودی حکومت جہاد افغانستان میں مجاہدین کی ہر طرح امداد کرتی رہی - مجاہدین کی امداد میں اس نے روپیہ پیسہ پانی کی طرح بہایا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بکثرت سعودی عربوں نے خود آکر جہاد میں شرکت کی - روسی حکومت سعودی حکومت سے اس کا انتقام لینا چاہتی ہے اور اس کی سخت دشمن ہو گئی ہے - وہ صدام حسین کو سعودی حکومت کے خلاف اکساتی ہے اور اس پر حملہ کیلئے تیار کرتی ہے دوسری چیز یہ ہے کہ روس میں " باکو " کے تیل چشمے خشک ہونے لگے ہیں اور شاید دو یا تین سال کے بعد روس تیل سے محروم ہو جائے گا - اس لئے وہ عراق کے پردے میں عرب کے تیل کے چشموں پر قابض ہونا چاہتا ہے - صدام حسین روس کے حلقے کے آدمی ہیں تیل ان کے قبضہ میں ہو تو روس کو حسب منشاء ملتا رہے گا - عراق کی بھرپور روسی امداد کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے - یہ سمجھنا چاہئے کہ کویت اور سعودی عرب پر عراق نے نہیں بلکہ روس نے حملہ کیا ہے - اس کا مزید ثبوت روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۹۱ء کی یہ خبر ہے کہ استنبول (ترکی) میں ناٹو کے فوجی مرکز میں بموں کے شدید دھماکے ہوئے جن سے عمارت کو سخت نقصان پہنچا - کیمونسٹوں نے دھماکوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ دھماکے خلیج کی جنگ میں ترکی کے ملوث ہونے کے خلاف کئے گئے ہیں - اس سے عیاں ہے کہ درحقیقت عراق کی آڑ میں روس لڑ رہا ہے اور کویت و سعودی عرب پر کیمونسٹوں کی یلغار ہے - یہود کا یہ کید عظیم بہت پیچیدہ اور دقیق ہے - ہمیں بہت سوچ سمجھ کر اور دیکھ بھال کر بات کرنا چاہئے - یہ واقعہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ صدر صدام حسین کا اصل مقصد سعودی عرب پر قبضہ کرنا اور وہاں کے اسلامی نظام کو ختم کرنا ہے - دوسری طرف انہوں نے ملک حسین کو بھی سعودی حکومت پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا ہے - ہوس ملک گیری اور حب اقتدار و مال اس کا محرک ہے - اور روس اپنے مقاصد کے لئے ان کا معاون و مددگار ہے اس لئے جس طرح ہمیں امریکہ کو مسلمانوں کی خون ریزی اور انہیں تباہ کرنے سے روکنا چاہئے اسی طرح ہمیں صدر صدام حسین کو بھی مسلمانوں کی خون ریزی اور فساد فی الارض سے روکنا چاہئے - انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا ؟ اگر پہلے نہیں کیا تھا تو اب سہی -- وہ کویت سے اور سعودی عرب و ترکی کی سرحدوں سے فوجیں ہٹا کر سیریا کی راہ سے نکل کر اسرائیل پر حملہ کر دیں - کیا وہ اس کے لئے تیار ہیں ؟ نہیں تو کیوں نہیں ؟

سعودی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا

امریکہ کی مذمت کرنا اور اس کے خلاف مظاہرے کرنا اپنی جگہ بالکل درست ہے اور امریکہ کے مقابلے میں عراق کی حمایت بھی صحیح ہے - لیکن سعودی حکومت اور سعودی عرب کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اور اس کے مقابلے میں عراق کی حمایت کرنا شریعت اور عقل دونوں کے خلاف ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ سے زیادہ سعودی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا ہو رہا ہے اور ان کے مقابلے میں عراق کی حمایت جس طرح کی جا رہی ہے اس سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ لوگ حکومت اسلامیہ سعودیہ کو ختم کر کے عراق کو اس پاک سرزمین پر مسلط کرنا چاہتے ہیں یہ پروپیگنڈا شیعوں اور عرس و قوالی والے قبر پرستوں کی طرف سے ہوتا تو لائق تعجب نہیں کیونکہ سعودی حکومت ان کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتی ہے اس نے بدعات کا قلع قمع

نیا اور مراسم شرکیہ کو مٹایا یہ بات شیعوں کو بھی سخت ناگوار ہے ۔ اور قبور پرستوں کو بھی! لیکن دیو بندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کی طرف سے سعودی حکومت کی مخالفت افسوسناک بھی ہے اور تعجب خیز بھی! اس سے زیادہ تعجب خیز بعض ایسے لوگوں کی مخالفت ہے جو اسلامی نظام اور اسلامی انقلاب کا نعرہ اٹھتے بیٹھتے لگاتے رہتے ہیں کس قدر عجیب بات ہے کہ ایک طرف اسلامی نظام قائم کرنے کی تمنا اور آرزو کا دعوی کیا جائے اور دوسری طرف قائم شدہ اسلامی نظام کو مٹانے اور تباہ کرنے کی کوشش کی جائے ۔ یہ لوگ سعودی حکومت کی مخالفت اور عراق کی حمایت میں حدود شریعت بلکہ عام اخلاق حدود سے باہر بھی نکل گئے یہاں تک کہ غلط بیانی اور مغالطہ دہی سے بھی نہیں چوکتے ۔ اسلامی انقلاب کا نعرہ لگانے والے ایک بزرگ کو اسکا اقرار ہے ۔کہ سعودی عرب میں اسلامی قوانین نافذ ہیں لیکن یہ اعتراض ہے کہ وہاں "استبداد" ہے اور کسی کو زبان کشائی کی اجازت نہیں صرف اس وجہ سے انکے نزدیک وہاں اسلامی نظام نہیں ہے ان کا یہ اعتراض سراسر غلط بیانی اور مبنی بر عناد ہے ۔ اول تو وہاں مبینہ استبداد ہی نہیں ۔ خلاف دین اور مفسدانہ بات کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔ حدود شریعت کے اندر ڈلیا ڈھونے والے مزدور کو بھی ملک پر اعتراض کرنے یا حکومت کے لئے کوئی تجویز پیش کرنے کا اتنا ہی بلکہ اس سے زائد اختیار اور حق ہے جتنا پاکستان میں کسی رکن اسمبلی کو حاصل ہوتا ہے ۔ اچھا! بالفرض ان صاحب کا بیان صحیح بھی ہو تو کیا یہ "استبداد" اسلامی نظام کے خلاف ہے؟ اعتراض میں شناعت مزید یہ ہے کہ خود معترض جو ایک تنظیم کے امیر صنعت ہیں اسی "استبداد" کی صنعت سے متصف ہیں ۔ جس کا غلط الزام وہ سعودی حکومت پر لگا رہے ہیں ۔ یہ بھی ایک نمونہ ہے سعودی حکومت پر غلط اعتراضات اور اس کے خلاف غلط پروپیگنڈے کا ۔ دوسرے اعتراضات بھی ایسے لچر ہیں پروپیگنڈے کا تاثر ذہن سے ہٹا کر آزاد ذہن سے غور کیا جائے تو ان اعتراضات کی غلطی اور لغویت خود عیاں ہو جاتی ہے مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ یہی اسلامی نظام کا نعرہ لگانے والے اور سعودی حکومت کی مخالفت کرنے والے ایران کے ظالمانہ اور خلاف اسلام شیعی نظام کو "اسلامی نظام" کہتے ہیں فیا للعجب ۔۔؟

فریب میں نہ آیئے

ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۷۹ء میں میں نے ایک مضمون بہ عنوان "ایران کے بعد" لکھا تھا جس میں یہ واضح کیا تھا کہ یہود کا منصوبہ یہ ہے کہ پورے عالم اسلامی کے اقتدار پر شیعوں کو مسلط کر دیا جائے آہستہ آہستہ اسی منصوبہ پر عمل ہو رہا ہے اسی کے تحت یہود نے ایران کو عرب پر مسلط کرنا چاہا جس پر خاص نشانہ سعودی عرب تھا مگر اس تدبیر میں ناکام ہوا ۔ ایران و عراق میں جنگ ہو گئی اور اس کی ساری طاقت ختم ہو گئی نیز سینوں میں ایک نوع کی بیداری پیدا ہوئی اور یہود کو اندازہ ہوا کہ عرب اہل سنت کھلم کھلا شیعوں کی ماتحتی کسی قیمت پر نہیں قبول کریں گے ۔ اس ناکامی کے بعد اسرائیل اور اس کے معاونین نے اپنی اسٹریٹیجی میں تبدیلی کی آور اپنے فریب کو اور زیادہ خفی اور دقیق بنایا انہوں نے اپنے مقصد کے حصول کا ذریعہ صدر صدام حسین کو بنایا ہے اگر خدانخواستہ سعودی عرب اور کویت پر عراق کی حکومت قائم ہو گئی تو ان مقامات بلکہ پوری سرزمین عرب پر شیعہ حکومت قائم ہو جائے گی ۔ اگرچہ صدام حسین خود سنی ہیں لیکن شیعہ ان پر حاوی ہو چکے ہیں اور عراق کی فوج ، پولیس ، سول سروس اور سیاسی و ملی شعبوں اور کلیدی عہدوں پر پوری طرح چھا چکے ہیں ۔ ایران سے جنگ کے دوران شیعوں کو راضی و مطمئن اور بغاوت و شورش سے باز رکھنے کے لئے صدام حسین نے انہیں منہ بھرائی دی ہے انہوں نے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا اپنا کام نکالنے کے بعد وہ صدام حسین کو رخصت کر دیں گے سنی

بھائیوں کو چاہیے کہ کید عظیم سے بچیں اور سعودی حکومت کی حفاظت و حمایت کریں ۔ حکومت پاکستان نے اسی سلسلہ میں جو پالیسی اختیار کی ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے ۔ اہل سنت کو اسکی تائید کرنی چاہیے ہمارے سنی بھائی اگر اسلامی ذہن سے آزادی کے ساتھ صرف مندرجہ ذیل باتوں پر غور کرلیں تو انشاء اللہ حقیقت واضح ہو جائے گی ۔

ا ۔ ایران تو جنگ بندی کے بعد بھی کسی طرح صلح پر راضی نہیں ہوتا تھا اس نے صلح کے لئے یہ شرط لگا دی کہ عراق کو جارح قرار دیا جائے اور تاوان جنگ ادا کرے ۔ جو کروڑوں روپے تھا ۔ پھر یکایک وہ دونوں شرطوں سے دست بردار ہو کر صلح پر کیوں آمادہ ہو گیا ۔

۲ ۔ صدام حسین کو اگر اسرائیل پر حملہ آور ہونا یا دباؤ ڈالنا مقصود تھا تو انہوں نے سیریا (شام) سے نکل کر اس پر حملہ کیوں نہیں کیا ؟ کویت اور سعودعرب پر حملہ کیوں کیا ؟ اور ان دونوں مقامات پر مسلمانوں کا خون ناحق کیوں بہایا اور کیوں بہا رہے ہیں ؟ ابھی چند روز ہوئے کہ حافظ الاسد نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل نے عراق سے جنگ کی تو وہ (حافظ الاسد) عراق کے ساتھ ہو جائیں گے ۔ اس کے باوجود عراق نے کویت اور سعودی عرب پر کیوں حملہ کیا ؟ اس کے لئے تو صحیح سہل اور مفید راستہ سیریا (شام) کا راستہ تھا ۔ اس طرح سیریا کی حکومت بلکہ وہاں کے عوام کا بھی تعاون ہوتا ۔ جب ان کے پاس اتنی بڑی طاقت ہے کہ وہ امریکہ اور اس کے یورپین اتحادیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں تو حافظ الاسد بھی ان سے مزاحمت نہ کر سکتا اور اگر کرتا تو شکست کھاتا ۔ اور وہ اسرائیل پر پوری طاقت سے کامیاب حملہ کر سکتے تھے انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا ؟ اگر پہلے نہیں کیا تھا تو اب سہی ۔ وہ کویت سے اور سعودی عرب اور ٹرکی کی سرحدوں سے فوجیں ہٹا کر سیریا کی راہ سے نکل کر اسرائیل پر حملہ کر دیں کیا وہ اس کے لئے تیار ہیں نہیں تو کیوں نہیں ؟

****

تحریک تحفظ ختم نبوت کی اہم پیشکش

● عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردّ مرزائیت کے سلسلہ کی اہم کتابیں ● جن کی اشاعت سے قادیانی ایوان لرز اٹھے
● کفر وارتداد اور بے دینی کے اس معاشرے میں ان کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے ۔

● مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں (مولانا مفتی محمد اسحٰق سندیلوی) ۱۸/ روپے ● قادیان سے اسرائیل تک جناب ابو مدثرہ ۴۰/ روپے
● قادیانیوں کو دعوت حق (مولانا محمد عبداللہ) ۲۵/ روپے ● تائید آسمانی در ردّ نشان آسمانی مولانا محمد جعفر تھانیسری ۵/ روپے
● اسلام اور مرزائیت (تقابلی مطالعہ) (مولانا محمد عبداللہ) ۱۲/ روپے ● ردّ قادیانیت پر دس کتابچے ۱۰/ روپے

خصوصی رعایت ● کوئی ایک کتاب منگوانے پر ۲۰٪ رعایت ● مکمل سیٹ منگوانے پر ۳۳٪ رعایت اور ● ۱۰۰۰/ روپے کی کتب منگوانے پر ۴۰٪ رعایت اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت ایک سال کے لئے مفت جاری کیا جائے گا ۔

نوٹ : رقم پیشگی ارسال کریں ۔ کتاب رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کی جائے گی ۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا ۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) **مجلس احرار اسلام پاکستان**
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ۔ فون ۷۲۸۱۳